اُمّ السنۃ (حدیثِ جبرئیل)

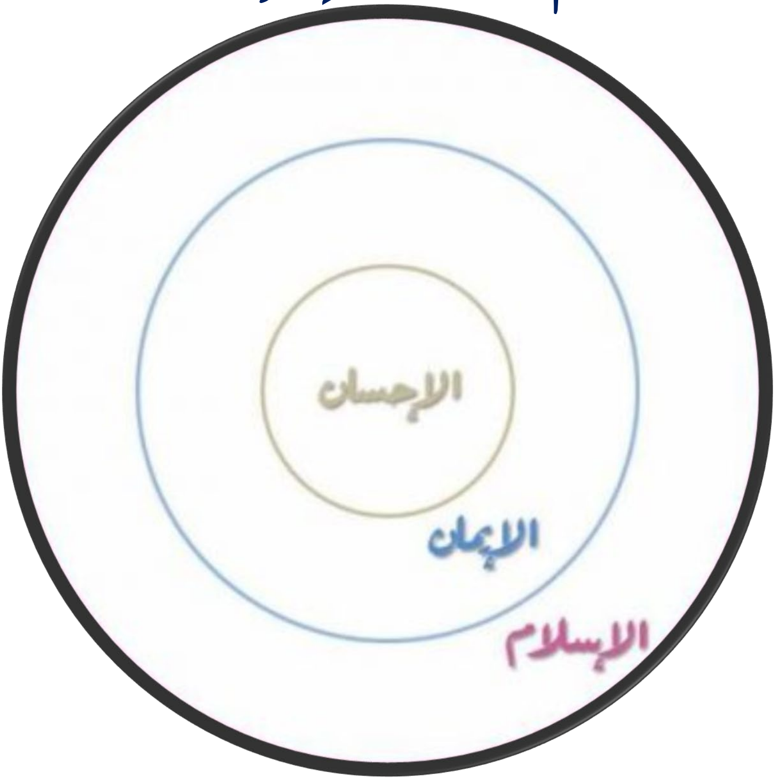

شیخ طریقت متکلم اسلام
مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل

خانقاہ حنفیہ، مرکز اھل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

عنوانات ایک نظر میں

قیامت کے بارے سوال:... 3

قیامت کا حتمی علم:... 3

قیامت کی علامات: 4

باندی اپنی مالکہ کو جنے گی: 4

چرواہے عمارتیں بنانے لگیں گے: 5

بھکاری اور لاکھوں کا بینک بیلنس: 6

ذات کی تبدیلی:.. 6

آنے والا جبرئیل تھا: 8

آمدِ جبرئیل کا مقصد: 9

دینِ محمد؛ صحابہ سے ملے گا: 9

حدیثِ جبرئیل کی جامعیت: 11

دیوبند کا اعزاز:.. 12

اپنی مسجد میں اپنا مسلک بیان کریں: 13

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی سورۃ فاتحہ میں پورے قرآن کریم کا خلاصہ ذکر فرمایا اسے ام القرآن کہتے ہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث مبارک (حدیثِ جبرئیل) میں تمام احادیث کا خلاصہ ذکر فرمایا ہے۔ اس کو ام السنہ کہتے ہیں۔ اس کی تیسری اور آخری قسط پیش خدمت ہے۔

قیامت کے بارے سوال:

پھر اس آنے والے نے سوال کیا:

فَأَخۡبِرۡنِيۡ عَنِ السَّاعَةِ۔

اللہ کے رسول! ہمیں بتائیں قیامت کب آئے گی؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا الۡمَسۡئُولُ عَنۡهَا بِأَعۡلَمَ مِنَ السَّائِلِ۔

اس کا جواب مجھے بھی نہیں آتا، اور آپ کو بھی نہیں آتا۔

قیامت کا حتمی علم:

چاہیے تو یہ تھا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جواب نہ دیتے، اس لیے کہ جب انہوں نے پوچھا: اسلام کیا ہے؟ فرمایا: پانچ چیزیں، پوچھا: ایمان کیا ہے؟ فرمایا: چھ چیزیں، پوچھا: احسان کیا ہے؟ فرمایا دو چیزیں، پوچھا: قیامت کب آئے گی؟ آپ فرماتے مجھے نہیں پتا۔ جواب تو یہی بنتا ہے کہ مجھے نہیں پتا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جواب کیوں دیا؟ اس لیے کہ اگر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کے جواب میں فرماتے مجھے نہیں پتا تو کسی کے ذہن میں اشکال آ

سکتا تھا کہ جب پوچھا اسلام کیا ہے؟ جواب دیا پانچ چیزیں، ایمان کیا ہے؟ فرمایا چھ چیزیں، تو اس آنے والے شخص نے کہا "صَدَقْتَ" (آپ نے سچ فرمایا) اس سے معلوم ہوتا تھا کہ سوال کرنے والے کو جواب آتا تھا لیکن پوچھ رہا تھا۔ جب سوال کیا کہ قیامت کب آئے گی؟ تو اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم جواب دیتے کہ مجھے نہیں پتا تو کسی کے ذہن میں یہ آ سکتا تھا کہ اس سوال کا جواب اس شخص کو پتا ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں پتا، اس لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ کہ قیامت کے آنے کا حتمی علم نہ مجھے اور نہ ہی آپ کو ہے۔

قیامت کی علامات:

آنے والے نے عرض کی:

فَأَخْبِرْنِي عَنْ أَمَارَاتِهَا.

قیامت کی نشانیاں ہی بتادیں۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نشانیاں بتائیں۔

باندی اپنی مالکہ کو جنے گی:

فرمایا:

أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا.

جب وہ دور آجائے کہ باندی اپنی مالکہ کو جنے یعنی بیٹی کی حیثیت مالکہ کی بن جائے اور ماں کی حیثیت باندی کی بن جائے تو سمجھ لینا قیامت آنے لگی ہے۔

علماء نے عجیب نکتہ لکھا ہے کہ یہ کیوں فرمایا کہ جب بیٹی کی حیثیت مالکہ

کی اور ماں کی حیثیت باندی کی بن جائے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی تو فرما سکتے تھے کہ جب ایسا دور آجائے کہ باپ ایسے ہو جائے جیسے غلام ہے اور بیٹا ایسے ہو جائے جیسے مالک ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے باپ اور بیٹے کی مثال نہیں دی بلکہ ماں اور بیٹی کی مثال دی ہے یہ سمجھانے کے لیے کہ بیٹا اکثر اوقات گھر باہر رہتا ہے، بیٹا طاقت والا ہے، بیٹا کماتا ہے، ہو سکتا ہے زور اور طاقت کے ناز پہ باپ کو غلام بنالے لیکن بیٹی تو گھر میں ہے، صنفِ نازک ہے، کمزور ہے، جب ایسا دور آجائے کہ بیٹیاں کمزور ہونے کے باوجود مالکن بننے کی کوشش کریں تو سمجھو قیامت قریب آرہی ہے۔

چرواہے عمارتیں بنانے لگیں گے:

وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ.

جب دیکھو کہ ایک آدمی کے پاؤں میں جوتے بھی نہیں ہیں، اس کے جسم پر کپڑا بھی نہیں ہے، پیٹ میں روٹی بھی نہیں ہے اور بکریاں چرانے والا ہے جب ایسے آدمی لمبی لمبی عمارتیں کھڑی کریں تو سمجھ لینا قیامت آرہی ہے۔

اُس دور میں یہ بات سمجھنی بڑی مشکل تھی لیکن آج کے دور میں سمجھنی بڑی آسان ہے۔ اُس دور میں سمجھنی بڑی مشکل تھی کہ بکریوں کا چرواہا جس کے پاس کھانے کے لیے روٹی نہیں ہے، پہننے کے لیے کپڑا نہیں ہے، پاؤں میں جوتیاں نہیں ہیں یہ اونچی منزلیں کیسے بنائے گا؟

یہ بات سمجھنی بڑی مشکل تھی لیکن صحابہ رضی اللہ عنہم کا ایمان ایسا تھا کہ اگر کوئی مثال نظر نہیں آرہی، سمجھنا مشکل ہو رہا ہو لیکن مان تب بھی لیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھیک فرمایا ہے۔

بھکاری اور لاکھوں کا بینک بیلنس:

آدمی کے پاس بظاہر کپڑے بھی نہیں ہیں، پاؤں میں جوتا بھی نہیں ہے، غریب آدمی ہے اور پیٹ پہ ہاتھ رکھ کر دوسروں سے بھیک مانگتا ہے صبح سے شام تک، لگتا ہے پیٹ میں بھی کچھ نہیں ہے لیکن اس کا بینک بیلنس دیکھو تاجر سے زیادہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حق بنتا نہیں ہے لیکن مانگنا پیشہ ہے۔ جب یہ دور آئے تو سمجھیں قیامت آرہی ہے۔ پاؤں سے ننگا ہو گا، کپڑے پھٹے ہوں گے اور اس نے پیٹ پہ ہاتھ رکھا ہو گا کہ صبح سے بھوکا ہوں ابھی تک کھانا نہیں کھایا، بچے بھی بھوک سے مر رہے ہیں، دس روپے دے دو۔ اس کو تیس بندے سو روپے دیں تو تین ہزار بنتے ہیں ایک دن کے، تین ہزار ہوں تو مہینے کے نوے ہزار بنتے ہیں۔ بجلی کا بل بھی نہیں دیتا، دکان کا کرایہ بھی نہیں دیتا، سامان خرید کر بھی نہیں لاتا، اب اس بندے کو نوے ہزار مہینے کا مل جائے تو آپ دیکھیں سال کے بعد اس کے اکاونٹ میں دس ساڑھے دس لاکھ روپیہ نکلتا ہے۔ یہ بلڈنگ تو بنا سکتا ہے نا۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سمجھائی ہے۔ اُس دور میں اگرچہ سمجھ میں نہیں آتی تھی لیکن صحابہ رضی اللہ عنہم نے پھر بھی مان لی ہے۔

ذات کی تبدیلی:

یا یوں سمجھیں کہ آدمی ہوتا قوم کا چرواہا ہے، دیہات میں رہتا تھا لوگ اس کی قوم کو جانتے تھے، شہر میں آیا، بزنس بدل گیا، اب قوم بھی بدل گئی۔

آنے والا کون تھا؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا.

جب یہ سوال وجواب ہوئے وہ آدمی چلا گیا تو میں کچھ عرصہ اسی سوچ میں رہا کہ یہ آدمی کون ہوگا؟

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چند دن بعد فرمانے لگے:

يَا عُمَرُ أَتَدْرِي مَنِ السَّائِلُ؟

عمر! جانتے ہو یہ سوال کرنے والا کون تھا؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پتا نہیں تھا کہ یہ سوال کرنے والا کون ہے لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی:

"اَللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ."

اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ جانتے ہیں۔

اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ فرما دیتے کہ مجھے نہیں پتا تو اس سے یہ تو پتا چلتا کہ حضرت عمر کو نہیں پتا لیکن اس جواب سے یہ پتا نہ چلتا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو پتا ہے یا نہیں۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ سائل کون ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں کہا کہ مجھے نہیں پتا۔ اس جواب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی لاعلمی تو ثابت ہوتی لیکن حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علم ثابت نہیں ہوتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایسا جملہ بولا جس سے اپنی لاعلمی بھی ثابت کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم بھی۔ عرض کی: "حضور! آپ کو تو پتا ہے مجھے پتا نہیں تو کیا ہوا۔" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ادب بتایا ہے کہ بڑا جب بات پوچھے تو یوں کہنا چاہیے کہ "آپ فرما دیں، آپ بہتر سمجھتے ہیں۔"

”اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ أَعْلَمُ“ کہنے کی وجہ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات کیوں فرمائی؟ اس کو ایک مثال سے سمجھیں: مثلاً سکول میں چھٹی ہے، آپ مارکیٹ جانے لگے ہیں، بیٹا کہتا ہے کہ میں نے بھی ساتھ جانا ہے، ابو جی! شاپنگ میں نے بھی کرنی ہے۔ آپ بیٹے سے پوچھتے ہیں: جیب میں کچھ پیسے بھی ہیں؟ وہ یہ نہیں کہتا کہ میری جیب میں پیسے نہیں ہیں، کیوں؟ اگر وہ یہ کہہ دے میرے پاس پیسے نہیں ہیں، آپ کہیں گے کہ بیٹا! پھر تو شاپنگ کیسے کرے گا؟ اب لمبا سوال و جواب چلے گا۔ بیٹا یہ نہیں کہتا کہ میری جیب میں پیسے نہیں ہیں، وہ باپ کی جیب پہ ہاتھ رکھ دیتا ہے کہ ابو! میری جیب میں نہیں تو کیا ہوا آپ کی جیب میں تو ہیں۔ آپ کی جیب میں نہ ہوتے تو پھر مسئلہ تھا میری جیب میں نہ ہوں کیا فرق پڑتا ہے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ بچہ بتانا چاہتا ہے کہ میری جیب میں ہونے نہ ہونے سے فرق نہیں پڑتا آپ کی جیب میں ہوں تو ہم شاپنگ کر لیں گے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: عمر! جانتے ہو وہ سائل کون تھا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں کہا کہ مجھے نہیں پتا بلکہ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: حضور! آپ کو تو پتا ہے ہمیں پتا نہ ہو تو کوئی فرق نہیں پڑتا، ہمیں پتا نہیں ہے تو ہم آپ سے پوچھ لیں گے۔

آنے والا جبرئیل تھا:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَإِنَّهُ جِبْرِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ.

یہ جبریل امین تھے، اس لیے آئے تاکہ تمہارا دین تمہیں سکھائیں۔

الفاظِ نبوت پہ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور کے پاس نہیں بلکہ صحابہ کے پاس آئے ہیں اسی لیے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں کہ "أَتَاكُمْ "تمہارے پاس آئے ہیں۔

آمدِ جبرئیل کا مقصد:

يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ"

مجھے سکھانے کے لیے نہیں بلکہ تمہیں سکھانے کے لیے آئے ہیں۔

کیونکہ جبریل معلمِ مصطفیٰ نہیں ہیں، دنیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ کی ذات کے علاوہ کوئی استاذ نہیں، آپ کا استاد خدا ہے جبرئیل نہیں۔ جبریل درمیان میں واسطہ ہے، اگر جبریل کو استاذ مان لیں تو استاذ کا مقام بڑھ جائے گا، شاگرد کا کم ہو جائے گا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام جبریل کے مقام سے بڑھ کر ہے، اس لیے فرمایا:

"يُعَلِّمُكُمْ"

یہ تمہیں سکھانے کے لیے آیا ہے، مجھے سکھانے کے لیے نہیں آیا۔

دینِ محمد؛ صحابہ سے ملے گا:

پھر فرمایا: "دِينَكُمْ"

تمہارا دین، یہ نہیں فرمایا: "دِيْنِيْ" میرا دین...

دو موقعوں پر اللہ نے عجیب لفظ استعمال فرمایا۔

ایک موقع پر فرمایا:

لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ

"دِیْنِ" اصل میں "دِیْنِیْ" ہے اور یہاں "ی" گری ہے یہ عربی قاعدے کی وجہ سے ہے یعنی "میرا دین"۔ اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ آپ اعلان فرمائیں کہ اے مشرکین مکہ! تمہارا دین تمہارے لیے، میرا دین میرے لیے۔

مکہ میں خدا نے دین کی نسبت حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی ہے۔ مدینہ منورہ میں فرمایا:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ.

[آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا]

اب مدینہ میں دین کی نسبت اللہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف کی ہے، آخر فرق کیا ہے؟ مکہ میں دین کی نسبت حضور کی طرف کی ہے، مدینہ میں دین کی نسبت صحابہ کی طرف کی ہے، یہ بتانے کے لیے کہ جب دین شروع ہوا تو "دینِ محمد" ہے اور جب دین مکمل ہوا تو یہ دین "دینِ صحابہ" ہے۔

دین محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ملے گا تو صحابہ (رضی اللہ عنہم) سے ملے گا، ان کو درمیان سے نکال دو تو دین محمد مل ہی نہیں سکتا۔ اس لیے فرمایا:

"يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ"

جبریل آئے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے، سکھایا بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہے اور یہ دین بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دین کی حفاظت کرنی ہے۔

حدیثِ جبرئیل کی جامعیت:

یہ حدیث پورے دین کا خلاصہ ہے، اسے "ام السنہ" بھی کہتے ہیں۔ دین نام ہے کچھ چیزوں کا:

(۱) ایمانیات، (۲) اسلامیات، (۳) احسانات۔

آسان الفاظ میں یوں کہہ لیں کہ دین نام ہے (۱) عقائد کا، (۲) مسائل کا، (۳) تصوف کا۔ ان تین چیزوں کا نام "دین" ہے۔

کیونکہ انسان میں تین چیزیں ہیں:

1: انسان کا جسم ہے، 2: جسم میں دل ہے، 3: دل میں کیفیت ہے۔

جس کا تعلق انسان کے جسم سے ہے اسے "اسلام" کہتے ہیں، جس کا تعلق انسان کے دل سے ہے اسے "ایمان" کہتے ہیں اور جس کا تعلق دل کی کیفیت سے ہے اسے "احسان" کہتے ہیں۔

پہلا سوال اسلام کے بارے میں تھا جو ظاہرِ بدن سے ہے، پھر سوال ایمان کے بارے میں تھا جو قلبِ بدن سے ہے، پھر تصوف کے بارے میں تھا جو انسان کی قلبی کیفیات سے ہے۔

دین کیا ہے؟

تو دین نام ہے تین چیزوں کا:

☼ "عقائد" اسے ایمان کہتے ہیں۔

☼ "مسائل" اسے اسلام کہتے ہیں۔

☼ "اخلاق" اسے احسان کہتے ہیں۔

❖ اگر کسی نے ایمان پڑھنا ہو یعنی عقیدہ سیکھنا ہو یہ ملتا ہے "متکلم" سے۔

❖ اگر مسائل پوچھنے ہوں یہ ملتے ہیں "فقیہ" اور "مفتی" سے۔

❖ اگر کسی نے احسان یعنی تصوف سیکھنا ہو تو یہ ملتا ہے "شیخ طریقت" سے۔

☼ جس علم میں عقیدہ ہو اسے "علم کلام" کہتے ہیں۔

☼ جس میں مسائل ہوں اسے "علم فقہ" کہتے ہیں۔

☼ جس میں اخلاق ہوں اسے "علم تصوف" کہتے ہیں۔

پتا یہ چلا کہ دین میں تین چیزیں ہیں:

☆علم الکلام... یہ عقیدہ ہے۔

☆علم المسائل... یہ فقہ ہے۔

☆علم الاخلاق... یہ تصوف ہے۔

دیوبند کا اعزاز:

الحمدللہ! دیوبند کے پاس "متکلم" بھی ہیں، دیوبند کے پاس "فقیہ" بھی ہیں، دیوبند کے پاس خانقاہ و طریقت کے "شیخ" بھی ہیں۔ عقیدہ چاہیے "علم الکلام" بھی ہے، مسائل چاہییں "علم الفقہ" بھی ہے، طریقت چاہیے "علم التصوف" بھی ہے۔ یہ سب کچھ دیوبند والوں کے پاس موجود ہے۔ اس لیے میرا موقف یہ ہے کہ آپ جرات سے کہا کریں کہ ہم دیوبندی ہیں، اس میں جھجکنا نہیں چاہیے۔

جب کسی سے اس کی قوم کے بارے میں پوچھیں کہ آپ کون ہیں؟ تو کہتے ہیں: گوندل، آپ کون ہیں: شیخ، آپ کون ہیں: ارائیں، آپ کون ہیں: وٹو، یہ ساری قومیں بتاتے جارہے ہیں اور جب مسلک کی باری آتی ہے تو کہتے ہیں: دیوبند نہ کہنا، عجیب بات ہے!! شیخ الہند دیوبند، مولانا تھانوی دیوبند، حضرت مدنی دیوبند،

عطاء اللہ شاہ بخاری دیوبند، شیخ زکریا دیوبند، قاری طیب دیوبند، مفتی محمود دیوبند، مولانا الیاس دہلوی دیوبند، اب تک تجھے جو کچھ ملا وہ دیوبند سے ملا ہے، مسجد دیوبند کی، مقتدی دیوبند کا، مفتی دیوبند کا، خطیب دیوبند کا۔

اپنی مسجد میں اپنا مسلک بیان کریں:

مسجد کس کی ہے؟ دیوبند کی۔ جب مسجد اپنی ہے تو ہم اس میں اپنی بات تو کہہ سکتے ہیں۔ ہم اپنے مسلک کو کھول کر بیان تو کر سکتے ہیں۔ قوم اس لیے ضعف الاعتقادی کا شکار ہو رہی ہے کہ ہم نہ تو انہیں اپنے عقائد بتاتے ہیں، نہ اپنے اکابر کے اتباع سنت کے واقعات بتاتے ہیں اور نہ ہی مسائل بتاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض لوگ اہل حق کو تنقیدی نگاہ سے دیکھتے ہیں کہ شاید ان میں کمی ہے، بحمد اللہ دیوبند میں کمی نہیں ہے۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پورے دین پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

پیر، 14 جون، 2021ء